رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | ہیں اک نورانی چہرے کے پرستار و نہیں ہیں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۳ | ۱۹ - دسمبر ۱۹۱۵ء یکشنبہ | مطابق ۱۱ صفر ۱۳۳۴ھ | نمبر ۷۱

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ کہ حضرت اقدس مع متعلقین بخیریت ہیں ÷

جلسہ کے انتظامات بسرگرمی ہو رہے ہیں کام کی تقسیم ہو کر مختلف صیغوں کے جُدا جُدا انگران و کارکن نامزد ہو گئے ضروری ہدایات اور قرار دادیں کی فردیں سیکرٹری صاحب کی جانب سے چھپکر اشخاص متعلقہ میں شائع کر دی گئیں۔ مدارات مہمانان کے متعلق حضرت بھی اپنے خطبوں میں بار بار ذاکید پر زور دے چکے ہیں کہ جہانتک ممکن ہو اس موقعہ پر سرگرمی۔ مستعدی۔ اخلاص اور خوش اخلاقی سے کام لیا جائے اللہ تعالےٰ توفیق دے کہ یہ خدمت بوجہ احسن انجام دے سکیں ÷

جلسہ ۲۶۔۲۷۔۲۸ دسمبر کو ہو گا

سردی چمک گئی ہے بدھ کو ہلکا سا چھینٹا بھی پڑ گیا ہے ÷

مہمان۔ ڈاکٹر غلام غوث صاحب سیتاپور سے۔ میر بشارت احمد

اخبار احمدیہ

فتاوی احمدیہ | **مشرکانہ تقریبات کا کھانا**

ایک دوست نے حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا کہ گاؤں میں رسم ہے جب کوئی بوڑھا مر جاتا ہے تو اسکے ورثا چالیسویں کی رسم ادا کرتے اور گھر گھر کھانا بانٹتے ہیں۔ آیا اسکا کھانا جائز ہے؟ **جواب** حضور نے فرمایا کہ بدعات کی روٹی کھانی جائز نہیں ÷

غیر تائب نافرمان کے پیچھے نماز۔ ایک صاحب کے سوال پر حضرت اقدس فضل عمر ایدہ اللہ نے یہ جواب رقم فرمایا کہ ایسا شخص جس نے باوجود علم کے کہ حضرت مسیح موعود نے احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی سے کرنا منع فرمایا ہے اپنی لڑکی غیر احمدی کو دیدی۔ اگر وہ تائب نہیں ہوا تو اسکے پیچھے نماز پڑھنی منع

قربانی کا گوشت سکھانا۔ ایک شخص نے قربانی کا گوشت گھر میں رکھ کر اسکی بڑیاں بنالیں۔ کیا یہ جائز ہے؟ **جواب** منع تو نہیں حدیثوں میں اس کا ذکر آتا ہے مگر بہتر یہی ہے کہ مسکینوں کو دیا جائے ÷

ارشاد | راولپنڈی سے ایک بھائی نے لکھا قرض اور بے روزگاری کے سبب بہت تنگ ہوں۔ حضور کوئی دعا بتلائیں جو پڑھتا رہوں۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا۔ "الحمد شریف بہت پڑھیں"۔ **ایک دستکار** احمدی نے حضرت سے گزارش کی کہ ہرچند میں نیک نیتی سے کھرا معاملہ کروں لوگ بوجہ تعصب خواہ مخواہ بدنام کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ اپنا معاملہ ٹھیک رکھیں آخر بفضل خدا لوگ خود سیدھے ہو جائینگے۔ ایک صاحب نے اپنی معاش کے متعلق حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا کہ میری آزمائشیں بہت بڑھ گئی ہیں۔ دعا فرمائیں کہ ثابت قدم رہوں حضور نے ان کے

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

خدام دین

(۱) گولیکی (گجرات) سے جو ایک معمولی موضع ہے جناب مکرمی مولوی امام الدین صاحب تفسیر القرآن انگریزی کی ۴ جلدیں فروخت کرانے کا ارادہ ظاہر فرماتے ہیں۔ (۲) سیکھوالہ (سیالکوٹ) کے میاں لال دین صاحب نے ۲ جلد خود خریدنے کا وعدہ کیا ہے (۳) بصیر پور کے سٹیشن ماسٹر برادر محمد اسمعیل صاحب دو خریدار پہلے دے چکے ہیں ایک اب یا کل ۳ خریدار + (۴) اخویم مکرم منشی ہاشم علی صاحب ستوری گرداور قانونگو ۱۰ جلد۔ میزان ۱۹

میزان فہرست مندرجہ الفضل مورخہ ۱۱ دسمبر ۔۔ ۹۵

سابقہ میزان مشتہرہ یکم دسمبر ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۲۲۶۴

کل میزان تا حال ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۲۳۷۸

ضروری نوٹ۔ انکے علاوہ اور بھی بعض احباب اس کار خیر میں ساعی ہیں مگر انھوں نے کوئی خاص تعداد معین نہیں فرمائی نیز امید ہے کہ دو تین روز کی تازہ ڈاک میں بھی کچھ دوستوں کی فرمائشات ہونگی جنکی چھانٹ کثرت خطوط کے سبب ابھی نہیں ہوئی۔ با ایں ہمہ یہ رفتار بہت سست ہے احمدی قوم سے بڑھ کر اشاعت قرآن کا خواہشمند آج اور کون ہوگا؟ لیکن دلی تڑپ کا ثبوت عملی سرگرمی سے دینے کی اسوقت بڑی ضرورت ہے پارہ اول تیار ہو کر انشاء اللہ عنقریب آنے والا ہے ٭

اسلامی مجاہدیں بر منار بلند تر

راولپنڈی سے برادران مکرم غلام نبی و کرم الٰہی صاحبان سیٹھی لکھتے ہیں کہ حضرت اقدس کی خدمت میں یکصد روپیہ بعد از اشتہار دیدیا تھا ٭

نوٹ سابق چندہ دہندگان کے نام بھی جہاں تک معلوم ہو سکے گا اخبار الفضل میں شائع کئے جاویں گے اور امید ہے کہ منارہ میں کندہ ہونگے لیکن فی الحال کام کی تکمیل کیلئے روپے کی بہت ضرورت ہے

تولد فرزند

گوجرانوالہ میں برادر کریم بخش صاحب کے ہاں لڑکی ہوئی دعا کے خواستگار ہیں کہ خدا اسکو دین کی خادمہ اور سعادتمند بنائے۔ آمین۔ حضرت نے امۃ اللہ نام تجویز فرمایا۔ ملود (لدھیانہ) میں برادر بہرام خان صاحب کو خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے بیٹا عطا فرمایا حضرت نے محمد خان نام تجویز فرمایا۔ قادیان میں مولوی نعمت اللہ صاحب کے گھر میں اللہ تعالےٰ نے فرزند عطا فرمایا۔ حضرت نے اس کا نام عبدالرحیم رکھا ٭

خدا تعالےٰ ان سب بچوں کا ہونا مبارک کرے اور خادم دین بنائے ۔۔۔ صاحب نصیب اور خادم اسلام بنائے۔ آمین

جنازہ غائب

(۱) شادیوال خورد (گجرات) میں برادر ابراہیم آہنگر کا ۱۰ دسمبر کو انتقال ہو گیا۔ (۲) بنوڑ (پٹیالہ) میں خلیفہ تھو کی خوشدامن فوت ہو گئی۔ (۳) کٹک۔ سید لطف علی صاحب اڈیشنل ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز کی والدہ ماجدہ ۸ دسمبر کو رحلت فرما گئیں نہایت مخلص خاتون تھیں۔ وصیت کی ہوئی تھی ٭

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ مغفرت فرمائے پسماندوں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں ٭

تحریک دعا

گلگت میں برادر میاں عبدالغنی سخت بیمار ہیں۔ لاہور میں برادر قدرت اللہ صاحب کے چھوٹے بھائی کو دو تین سال سے خونی بواسیر کا عارضہ لاحق ہے صدہا علاج معالجے کئے آرام نہیں ہوتا ضعف کمزوری بڑھتی جاتی ہے۔ محمد امین صاحب کلرک لاہور کی اہلیہ سات سال سے بیمار ہیں۔ کوئی علاج کارگر نہیں ہوا۔ بیکانیر میں ایک دوست کو ملازمت کے متعلق پریشانی لاحق ہے۔ راولپنڈی میں برادر اللہ دین صاحب ادائگی قرض اور کشایش معاش کے حاجتمند ہیں۔ کولڑہ میں عابد علی شاہ صاحب کی بیوی بعارضہ نمونیا مبتلا ہیں گود میں چند دن کا شیر خوار بچہ ہے۔ کالا گڑھ میں عبدالمنان صاحب کی اہلیہ کو عرصہ سے مرض اسہال لاحق ہے۔ انکی دو چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں

دوالمیال برادر علی حیدر کی شادی کو عرصہ چھ سال گزرا ابتک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اولاد صالح عطا فرمائے۔ سرسا (الہ آباد) میں مکرمی سراج الدین صاحب کی اہلیہ صاحبہ بخار اور کھانسی سے بہت تنگ ہیں اور بال بچہ بھی ہونیوالا ہے۔ خدا صحت بخشے اور ساتھ خیر کے فارغ کرے ٭

اجابت دعا

(۱) مرتسر سے ڈاکٹر امیر الدین صاحب لکھتے ہیں کہ حسین محمد کے متعلق جو دعا کی درخواست کی گئی تھی اسکو خداوند کریم نے صحت کامل عطا فرمائی فالحمد للہ (۲) پشاور کے علاقہ کیمبل پور سے برادر عطاء اللہ صاحب ٹریژری اسسٹنٹ خبر دیتے ہیں کہ آپکی اہلیہ صاحبہ عرصہ سے کئی عوارض میں مبتلا تھیں۔ علاج معالجہ کرکے مایوسی ہو چکی تھی۔ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی دعاؤں نے کرشمہ مسیحائی دکھلایا اور الحمد للہ کہ اب وہ بفضل اللہ تندرست ہو گئی اور حضور کی بیحد ممنون دعاگو ہیں ٭ (س)

متفرقات

فرانس کے میدان کارزار میں ہمارے بھائی حق نواز صاحب۔ سید محمد صاحب۔ سید حسن پیر شاہ صاحب و محمد نواز صاحب وغیرہم سب بفضل خدا خیریت سے ہیں فالحمد للہ اور جملہ احمدی احباب کی خدمت میں سلام بھیجتے ہیں۔ وعلیہم السلام ٭

بندہ آخر بندہ ہے۔ رجبورہ سے ایک ہندو عقیدتمند نے اپنی بعض کمزوریاں دور ہونیکے لئے حضرت سے دعا کی درخواست کی جسمیں یہ بھی لکھا کہ میں نے سنا ہے آپکی کل دعائیں مقبول ہوتی ہیں حضور نے جواب میں لکھوایا کہ کسی انسان کی نسبت یہ خیال کرنا کہ خدا اسکی ہر بات مانتا ہے شرک ہے۔ وہ مالک ہے شہنشاہ ہے اور بندہ خواہ کوئی نبی یا اوتار ہی کیوں نہ ہو پھر آخر بندہ ہی ہے۔ بہر حال آپکے لئے دعا کیجائیگی۔ انشاء اللہ ٭

نمک کی حسرت۔ اخویم مکرم جناب منشی ہاشم علی صاحب ستوری گرداور قانونگو (پٹیالہ) نے جلسہ سالانہ کے متعلق نمک کی تحریک اپنے ذمہ لیا تھا جس کا سابقاً اعلان ہو چکا ہے۔ اب آپنے مبلغ آٹھ روپے علی الحساب بھیجدیئے ہیں اس سے زیادہ جو ہو گا وہ بھی انشاء اللہ خود آن کر دینگے۔ مرحبا۔ جزاہ اللہ ٭

نام میں ایزادی سیدوالہ (لائلپور) سے برادر "محمد ابراہیم" زرگر نے دریافت کیا کہ حضور نے میرے لڑکے کا نام احمد رکھا تھا۔ اجازت ہو تو اسکے ساتھ بشیر ملا کر بشیر احمد کہا کریں حضرت نے فرمایا۔ بشیر احمد نام رکھ لو ٭

مباحثہ شملہ کا فیصلہ۔ اس معرکۃ الآرا مباحثہ کا فیصلہ الحمد للہ کہ ہمارے حق میں ہوا۔ چنانچہ معزز وقائع نگار الفضل کی تحریر سے پتہ لگا کہ وکیل صاحب نبوت احمدیہ کے متعلق فیصلہ لکھ رہے تھے جب اس مقام پر پہنچے کہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے صریح طور پر نبی ہونیکا اقرار کیا اور صرف محدث ہونیکا پہلا عقیدہ بدل گیا اور آپ زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں تو عبدالحق پیغامی نے وکیل صاحب سے کہا کہ آپ ہماری بات تو سنتے ہی نہیں انھوں نے کہا تمہاری باتیں بہت سنی اور خوب غور کیا مگر وہ غلط ہے۔ تم اپنے اعتراضات پیش کرو میں سب کا جواب لکھ دیتا ہوں۔ عبدالحق نے پھر کوئی لایعنی اعتراض کیا جسپر وکیل صاحب نے اسکی لچر یا توں کی قلعی کھولنی شروع کر دی تو عبدالحق چلانے لگا ایسا کہ گویا رو ہی دیا اور یہ کہکر چلا آیا کہ وکیل صاحب میں آپکے خلاف پیغام میں مضمون لکھونگا اور جب آپکا فیصلہ شائع ہو گا تو اس کے بخیئے ادھیڑونگا۔ انھوں نے کہا پہلے یہاں تو جواب دو پھر جو جی میں آئے کرنا اسپر اس نے کہا کہ میں آپ کا فیصلہ لیتا ہی نہیں وکیل صاحب نے کہا کہ تم کو فیصلہ جو میں لکھا رہا ہوں لکھنا چاہیئے۔ عبدالحق نے کہا میں نہیں لکھتا اور بھاگ گیا۔ مفصل انشاء اللہ آئندہ ٭

[illegible] (گجرات) سے ۔۔۔ صاحب لکھتے ہیں حکیم علی احمد صاحب کی حالت بہت نازک ہو گئی تھی مگر بفضل خدا حضرت کی دعا سے ۔۔۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۱۵ء

کچھ کھلی کھلی باتیں (۱)

خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی صاحبان

ناراستی سے پیار

اہل بیت سے نفار اور مسیح موعود کا انکار

محض اخلاص سے اظہار حق کے لئے اور ان کی زیادتیوں سے تنگ آکر لکھا گیا۔

(کیبونی کیتہ)

دعا میرے مولا! تو جانتا ہے کہ جو ہاتھ اس وقت میدان قرطاس پر اشہب قلم کو جنبش دے رہا ہے وہ ایک ایسے قلب کے ماتحت ہے جسمیں اس وقت قطعاً بغض وکینہ۔ دہوکہ وفریب۔ ضد وتعصب نہیں۔ اے علیم وخبیر! تجھے علم ہے کہ ان سطور کے لکھتے وقت ان کے راقم کو محض حق پسندی۔ حق کوشی اور حق رسانی مطلوب ہے پس اے قادر وتوانا! تو مجھے توفیق دے کہ میں جو کچھ لکھوں تیری رضا کے لئے اور غلطی خوردہ دوستوں کی بہتری کے لئے لکھوں۔ پس تو ان سطور میں ایک اثر ڈال۔ ان میں ایک طاقت جذب رکھ کہ جس طرح دل سے نکلی ہیں اسی طرح دلوں پر اثر کریں اور بہتوں کی ہدایت کا موجب ہوں۔ آمین۔

تمہید ایک مدت سے دیکھا جاتا ہے کہ لنگان احمدیہ بلڈنگز اب معمول سے زیادہ تیزی کے ساتھ تخت گاہ رسول واصحاب صفہ“ کے خلاف شمشیر زبان وقلم کا استعمال کر رہے ہیں خصوصاً جب سے خواجہ کمال الدین صاحب کو امرائے حیدرآباد کی طرف سے کچھ مالی امداد ملی اور بقول بعض مدح سرایان خواجہ صاحب بڑی کامیابی ہوئی ہے ہمارے سابقہ احباب کا سیماب مخالفت نوے ڈگری سے کئی درجے چڑہ گیا ہے۔ اس غیر معمولی تیزی کا ایک باعث تو شاید حیدرآبادی فتوحات پر غرۃ ہو مگر اس سے زیادہ قوی اور مضبوط وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جلسہ سالانہ قریب ہے۔ بسبب بلدہ مسیح کی رونق احترام وعظمت کو گھٹانے کی ناکام کوششیں ان سر نو بڑے پیمانہ پر جاری کی گئی ہیں۔ اور تہیم کے مکروہ وبدترین الفاظ کا استعمال مہاجرین قادیان کے لئے جائز رکھا گیا ہے۔

گو ہم جانتے ہیں اور ہمارا یقین وایمان ہے کہ قادیان کا محافظ وہ خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا تاہم حصول ثواب کے لئے اور ناواقف مومنین کی آگاہی کے لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم بعض امور پر روشنی ڈالیں۔ اور کچھ کھلی کھلی باتیں سنا کر خواجہ صاحب اور مولوی صاحب کو ان کی اصلی حالت میں دکھائیں۔

ہمارے نیک دل احباب غور فرمائیں ہمارے بعض نیک دل دوست کہا کرتے ہیں کہ انکو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اور ہم نے انکو بارہا چھوڑا مگر جب کبھی الفضل نے جواب دینا بند کر دیا اور ان مباحثات سے اعراض کیا وہیں ایک طرف پیغام اور المہدی کے کالموں میں اور دوسری طرف ٹریکٹوں میں ہمارے نہایت پیارے امام محمد رسول اللہ صلعم کے بروز حضرت مسیح موعود کے لخت جگر (لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا) پر بادو فرات جیسی وادی کے کنارہ سے تیروں کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے اب پھر الفضل کچھ مدت سے خاموش تھا مگر آخر خدا خوب جانتا ہے کہ مجبوراً اس سلسلہ کو پھر ہلانا پڑا ہے ہمیں امید ہے کہ اگر ہمارے نرم طبیعت نیکدل احباب ان تمام حالات اور معاندانہ مساعی سے ہماری طرح واقف ہوں تو یقیناً وہ خود بھی وہی کریں جو امام مظلوم کیساتھ ہو کر میدان کربلا میں شہید وفاحر نے کیا تھا۔

پس ہمارے ایسے احباب غور فرمائیں اور ہمارے سلسلہ مضامین کو محض ایک اندفاعی کوشش تصور کریں۔

ہتک اور گالیاں چونکہ غیر مبایع حضرات اس مقدس وجود کو۔ جو ہمیں جان سے زیادہ عزیز اور پیارے مسیح کا پیارا فرزند روحانی وجسمانی ہے گالیاں دیتے وقت بعینہ اسی طرح ادب احترام کو فراموش کر دینے کے عادی ہیں جس طرح خلفاء راشدین کے مخالفین یا اہل بیت سے نفار رکھنے والی جماعت کا شیوہ تھا اس لئے ہمیں ان کے عوام کی تحریر وتقریر کا اب کوئی افسوس نہیں ہوتا البتہ ہم رنج سے دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اپنے تئیں مہذب لیڈر اور مہذب سمجھنے کا اہل گمان کرتے ہیں انکا قلم بھی عامیانہ لغزشوں سے پاک نہیں رہتا آجتک جس طرح پیغام و دیگر ٹریکٹوں میں ہمارے واجب الاحترام پیشوا پر ناشائستہ حملے کئے ہیں اور جس طرح ہمارے واجب التعزیت علما کی ہتک کی گئی ہے اسے ہم خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ اور مضمون زیر قلم میں خواجہ کمال الدین صاحب کے تازہ ٹریکٹ ”احمدی جماعت میں تفرقہ“ ما سبب سے چند فقرات بطور نمونہ نقل کر کے صرف اس قدر دکھانے ہیں کہ ووکنگ سے آنے والے اور داعی اسلام ہونیکا ادعا رکھنے والے خواجہ نے کس طرح ہمارے امام ہماری جماعت۔ مسیح موعود کی قائمقام صدر انجمن اور خود حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا کی ہتک کی ہے اور اس طور پر بات بات میں ہمارا حقارت وتنفر سے ذکر کیا ہے کہ گویا روئے زمین پر ہم سے زیادہ جاہل ہم سے زیادہ نالائق ہم سے زیادہ خام رائے ہم سے زیادہ استبداد پسند اور قوانین حریت وجمہوریت سے ناواقف اور کوئی نہیں۔ چنانچہ مکرم خواجہ صاحب اپنی پارسایانہ تحریر میں اپنے زہد وتورع کا اعلیٰ ثبوت دیتے ہوئے محولہ بالا ٹریکٹ میں ہماری جماعت (مبایعین) کی نسبت رقمطراز ہیں۔

ہماری جماعت کی ہتک ”کانشنس کو قتل کرنے والی جماعت“ ٹریکٹ مذکور صفحہ ۴۔

”ان نادانوں نے تو اپنے معاملہ کو خود نقصان ان باتوں سے پہنچا دیا“ ٹریکٹ مذکور صفحہ ۵۔

”ان ناتجربہ کاریوں اور خامیوں کے خمیازے انکو بھگتنے پڑینگے“ ٹریکٹ مذکور صفحہ ۵

”وہ لوگ اپنی مٹھی گرم کرنا چاہتے ہیں“ ۶

”جن کا اس منافرت کے قائم رکھنے یا بڑہانے سے خاص فائدہ ہے“ صفحہ ۳۔

قادیان کی تحریر تقریر اور کارروائیوں میں بہت حد تک منافقت رائے کی احتیاج پائی۔ صفحہ ۵

ہمارے امام کی ہتک اور گالیاں | سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت لکھتے ہیں۔

عقاید باطلہ ... جو میاں صاحب رکھتے ہیں صفحہ ۱

عقاید فاسدہ ″

میاں صاحب کی خلافت کیا اور اس پر اوقات عزیز کو ضایع کرنا کیا۔ ″

دنیا میں بیسیوں گدیاں ہیں انکے ساتھ یہ بھی ایک سہی ″

آپ کا اترانا منبر خطبہ کو ذلیل کر رہے ہیں۔ صفحہ ۲

میاں صاحب کی تحریریں ادنیٰ علمی نقصوں سے ہمیشہ ہی مملو نظر آئیں صفحہ ۵

میاں صاحب مکرم کی باتیں ہمیشہ اسالیب کلام اور قواعد صحت کلام سے بہت حد تک الگ ہوتی ہیں صفحہ ۵

کیا وہ جھوٹ نہیں بول رہا۔ صفحہ ۱۳

خود گالیاں دیکر اور گالیاں دینے والوں کو مالی امداد دیکر جماعت میں دشنام دہی کا مادہ پیدا کیا۔ صفحہ ۱۷

میاں صاحب کی تجارت کتب میں فرق آویگا ″ ۱۸

وہ ایک بیہودہ فعل ہی نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے اندرونہ کا ناقابل پسند نقشہ دنیا کو دکھانے لگے ہیں صفحہ ۲۰

بھولے بھالے میاں صاحب علم اور معاملہ فہم و ادراک سے پیارہ نہ رکھنے والے میاں صاحب صفحہ ۲۱

میاں صاحب کو اگر علمی باتوں سے مزاولت ہوتی ″ ″

میاں صاحب کے قلب میں کون سے جذبات رذیلہ موجزن رہتے ہیں بس ان کا نام حسد کہوں یا کینہ کہوں صفحہ ۲۲

یہ کار محمود مذموم ہو جائے ″ ۲۳

صدر انجمن احمدیہ کی ہتک | صدر انجمن احمدیہ کی نسبت ارشاد خواجہ ہے۔

صدر انجمن کے نظام کو توڑ دینا اس کو نئے اصول پر لے آنا۔ صدر انجمن مرحومہ کی جائداد۔ صفحہ ۳

ہم نے مولوی شیر علی کی موجودہ انجمن کو نہ کبھی تسلیم کیا نہ اس کا کوئی قانونی وجود ہماری نگاہ میں بحیثیت قائمقام صدر انجمن احمدیہ ہے۔ صفحہ ۷

ایک اور غضب | اگرچہ محولہ بالا حوالجات جو ایک معمولی تقطیع کے ۴۴ صفحہ حجم رکھنے والے ٹریکٹ سے لئے گئے ہیں خواجہ کمال الدین صاحب کے اس کمال جدید کا خاصہ کافی نقشہ ہیں۔ جو انہوں نے مخالفت اہل بیت و احمدیت میں اندنوں حاصل کیا ہے اور یہ اقتباسات بلا امداد تشریح و تفسیر صاف ظاہر کرتے ہیں کہ خواجہ صاحب کے تیر و سنان کا رخ گو بظاہر کہیں صدر انجمن کہیں جماعت احمدیہ کی طرف ہے مگر حقیقتاً ان تیروں کا نشانہ وہ عزیز وجود ہے جس نے خواجہ صاحب اور ان کے ہم نواؤں کی دل آزار روش کو دیکھکر درد دل کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا ؎

جانتا ہے وار تیرا کس پہ پڑتا ہے عدو۔
کیا تجھے معلوم ہے کسکے جگر پارہ ہیں ہم۔

اور اس ٹریکٹ کا ہر ایک صفحہ نہیں بلکہ ہر ایک سطر مظہر ہے کہ جس طرح میدان کربلا میں شامی لشکر نے امام مظلوم کی بحولہ بالا صدا سے ملتی جلتی آواز پر کان نہ دہرا تھا اسی طرح آج بھی ہمارے لاہوری مخالفین نے مطلقاً اس آواز کو گوش توجہ سے نہیں سنا خیر یہ تو ہوا جو ہوا لیکن غضب تو یہ ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے ترقی کرتے کرتے دانستہ یا نادانستہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی ہتک کرنی بھی سیکھ لی ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود کی عزت پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے اس ترقی کا جو آپ نے ولایت جانے اور مخالفین سلسلہ (حضرت احمدی) کے آگے دست سوال دراز کرنے کے بعد کی ہے چنانچہ اس کا آغاز اس دن سے ہوا جب سے خواجہ صاحب نے قبلہ حضرت مولانا مولوی شبلی صاحب قبلہ مولانا مولوی عبداللہ ٹونکی صاحب اور قبلہ حضرت حکیم نور الدین صاحب لکھنا شروع کیا۔ پھر اس کے بعد پبلک لیکچروں میں پنڈت دیانند جیسے دشمن پیغمبران و عشیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر توحید اور مہر کشن لال صاحب کو پیغمبر تجارت کہکر پکارا۔ اب اس سلسلہ کی آخری کڑی یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت وہ لقب استعمال فرماتے ہیں جو مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیشہ سے اپنے معاندانہ کلام میں استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا اہلحدیث اٹھا کر دیکھ لو آپ وہاں اعلیٰحضرت مرزا صاحب لکھا ہوا پائینگے۔ اب خواجہ صاحب کی تحریریں ملاحظہ کرو اور دیکھ لو کہ وہ خواجہ جو ابتک اپنے تئیں احمدی کہلاتا ہے ایک ہی دم میں اعلیٰحضرت سلطان دکن اور اعلیٰحضرت مرزا صاحب کہنے اور لکھنے میں کوئی فرق نہیں دیکھتا یہ اصل اسکے اندرونہ کا نقشہ ہے۔

عرض حال | برادران! ہم نے اس وقت تک محض یہ دکھلایا ہے کہ ہمارے قلب کو کس طرح چٹکیاں لگائی جاتی ہے اور کس طرح خواجہ صاحب اب میدان میں اتر کر قادیان کی عزت پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ کس طرح ان کی نظر میں آج حقیر ترین مخلوق وہ ہے جو عہد وفا کا پاس کر کے مدینۃ المسیح میں عزت کی زندگی بسر کرنا پسند کرتی ہے اور اپنی ضمیر فروشی سے منکران احمد کا رد پیدا اپنے لئے جائز نہیں سمجھتی

برادران! ہم اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانکر یقین دلاتے ہیں کہ ہم نے کراہت کے ساتھ اپنا وقت عزیز غیر مبایعین کے ہیرو اور حقیقتاً امیر کے بڑھے ہوئے دعاوی کی تردید میں خرچ کرنا شروع کیا ہے ورنہ خواجہ صاحب کیا اور ان کی مخالفت کیا۔ احمدیت کے سچے سپاہیوں نے آج تک کسی جماعت کا پاس کیا اور نہ اظہار حق میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کرینگے لیکن حقیقت یہ ہے کہ خواجہ صاحب تا حال اپنے تئیں احمدی ظاہر کرتے ہیں اور احمدی بنکر احمدیت کی مخالفت کر رہے ہیں۔

دوستو خدا شاہد ہے کہ ان لوگوں کا وجود احمدیت کیلئے سخت مضر ہے سیدنا حضرت موعود کی ہتک اور اسلام کو اصلی حالت میں پیش کرنیکا مانع ہے۔ پس اس وجہ سے ہم نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اور ہم انشاء اللہ دکھا دینگے کہ کانشنس کی قتل کرنیوالی کونسی جماعت ہے جھوٹ کون بولتا ہے۔ چوری و سینہ زوری کون کر رہا ہے ولایت میں کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے؟ غیر احمدیوں کو کس طرح دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ احمدیت کی کس طرح مخالفت کی جا رہی ہے؟ اور حریت و جمہوریت کی کون اور کس طرح خلاف ورزی کر رہا ہے اور کس طرح نا راستی سے پیارے اہل بیت نبوت اور مسیح موعود سے انکار کیا جا رہا ہے [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

از حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۱۵ء

(نوشتہ مولوی عبیداللہ صاحب وزیرآبادی)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

(سورۃ الحج رکوع ۲)

ایمان جو انسان کو خدا تعالیٰ کے انعامات کا وارث کرتا اور اس کا مقرب پیارا اور نعمتوں کا جاذب بناتا ہے وہ ایمان ہر قسم کے شکوک اور شبہات سے پاک اور ماسوا اللہ کی محبت سے خالی ہوتا ہے۔ وہی انسان کو کامیاب کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی رضامندی کا باعث ہوتا ہے لیکن وہ ایمان جس میں ماسوا اللہ کی محبت کی ملاوٹ ہو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ دو محبتوں کا یکجا ہونا غیر ممکن ہے ہمارے ہاں لوگ کہا کرتے ہیں کہ دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے والا انسان کبھی نہیں بچ سکتا اگر دو کشتیاں کچھ وقت تک اکٹھی بھی چلی جائیں تو بھی پانی کی رو ضرور ایک نہ ایک وقت انکو علیحدہ کر دیگی اور دونو کشتیوں میں پاؤں رکھنے والے انسان کی ٹانگیں چیر جائینگی اور وہ غرق و تباہ ہو جائیگا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والا اور دنیا سے محبت رکھنے والا کیونکر کامیاب ہو سکتا ہے؟ جب تک انسان کامل طور پر خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا نکرے اور دنیا کی محبت کو نہ چھوڑے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ایسے ایمان کو لیکر خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتے ہیں لیکن ایسے کمزور ایمان والوں کو جب خدا تعالیٰ کی طرف سے انعام یا اکرام ملتا ہے تو بس انکا ایمان پھوٹ پھوٹ کر نکلتا ہے اور جس جگہ بیٹھتے ہیں وہیں خدا تعالیٰ کے فضلوں اور کرموں کا ذکر شروع کر دیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسے سرشار معلوم ہوتے ہیں کہ گویا ساری دنیا کے انعام انہی پر ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت کا انکو اس قدر اعتبار ہو جاتا ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ اور اگر کسی وقت انکو کوئی تکلیف پہنچ جائے تو جھٹ شکایت شروع کر دیتے ہیں کہ خدا نے آگے ہم پر کونسا انعام کیا تھا جو اب تکلیف بھیجدی ہے۔ ایسے لوگوں کا ایمان اس ملمع شدہ چیز کی طرح ہوتا ہے جس کا ملمع کچھ دنوں بعد اتر جائے اور اس چیز کی اصلی حقیقت کھل جائے اسی طرح جب ایسے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو ان کا ایمان جو دنیا کی محبت سے ملوث ہوتا ہے اس ملمع کی طرح کھل جاتا ہے اور ان کا کامل ایمان اور خدا تعالیٰ پر یقین کی حالت ہوتی ہے کچھ دنوں بعد کھل جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا ایمان کامل بھی ہوتا ہے مگر جب ابتلا پیش آتا ہے تو ان کا ایمان بھی ڈگمگا جاتا ہے درحقیقت وہ اپنے آپ کو بڑا کامل الایمان خیال کرتے ہیں مگر ابتلاء کے وقت وہ ایسے بودے نکلتے ہیں جس کی کوئی حد نہیں۔ ایسے ہی سکول کے بعض طلباء کی حالت ہوتی ہے وہ بھی اپنے آپکو بڑا ہوشیار اور بڑا لائق سمجھتے ہیں مگر جب امتحان آتا ہے تو وہ انکی کمزوری کو بتا دیتا ہے اور آئندہ کے لیے اس لڑکے کو ہوشیار کر دیتا ہے جس کمزوری کو دیکھکر اسے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے اسی طرح بہت سے ابتلا انسان کو فائدہ دیجاتے اور اس کی ترقی کا باعث ہوتے ہیں۔ اس ابتلاء کے بعد ہی انسان ترقی کرتا اور کوشش میں لگتا ہے۔ جس طرح طلباء کے ماہواری امتحان انکو بتلا دیتے ہیں کہ تم نے اس ماہ میں کس قدر محنت کی اور اس کا کیا ثمرہ پایا اسی طرح ابتلا انسان کو بتا دیتے ہیں کہ اس کے ایمان کی کیا حالت ہے اور وہ اپنے ایمان کو ملونی سے صاف کرنے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ابتلاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے وہ کبھی ترقی اور کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ اس قسم کے لوگ نہ تو دنیا میں کامیاب ہوتے ہیں اور نہ آخرت میں۔ پس ایسے لوگ جو ابتلاء کے وقت خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کر لیتے ہیں پھر انہیں ذلیل و خوار ہونا پڑتا ہے ایسے لوگ دنیا میں ہو کر دین سے خارج ہی ہوتے ہیں بظاہر وہ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے کامل ایمان اور یقین ظاہر کرتے ہیں مگر درحقیقت انکو خدا تعالیٰ سے ذرا بھی تعلق نہیں ہوتا پھر خدا تعالیٰ ایسے دو طرفہ تعلق رکھنے والے انسان کو کبھی پسند نہیں کرتا اور باوجود دین سے تعلق رکھنے کے وہ کسی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے ان کے مقابلہ میں کفار جو یک طرفہ تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے انکو ترقی دیتا اور کامیاب کرتا چلا جاتا ہے حضرت اقدس علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب ترکوں نے بغداد پر حملہ کیا تو ۱۸ لاکھ آدمی انہوں نے قتل کیئے اور ایسی تباہی مچائی جس کا کوئی ٹھکانا نہیں پھر فرماتے تھے ایک شخص ایک ولی اللہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ دعا کریں کیونکہ مسلمان تباہ اور ہلاک ہو رہے ہیں اور کفار نے تمام بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے تو اس وقت اس نے کہا کہ میں جب آسمان کی طرف دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہوں تو ملائکہ کی طرف سے یہ آواز آتی ہے۔ ایہا الکفار اقتلوا الفجار اے کافرو ان فاجروں کو مارو حالانکہ ان دونوں فریقوں میں بڑا فرق تھا ایک خدا کو ماننے والے تو دوسرے اس کے منکر ایک رسولوں اور اس کی کتابوں کو ماننے والے مگر دوسرے ان سے متنفر ایک دین کو ماننے والے اور دوسرے اس سے بیزار ایک قرآن کو ماننے والے اور دوسرے اس کو نہ ماننے والے۔ اس میں کیا بھید ہے؟ یہی تو ہے کہ کفار گو ایسے ظاہر دشمن ہیں کہ جنکے دل میں ذرا بھی ایمان نہیں وہ تو خدا کا انکار کرتے ہیں مگر یہ باوجود ماننے کے پھر نہیں مانتے اور دین سے خارج ہیں مسلمان کہنے تو تھے کہ ہم میں ایمان ہے مگر دراصل ان میں ایمان نہ تھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہتے تھے مگر پھر ناکام و نامراد تھے یہی بات تو تھی کہ انکے ایمانوں میں دنیا کی محبت ملگئی تھی اور خدا تعالیٰ سے پورا تعلق نہیں رہا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خالص ایمان رکھکر خدا تعالیٰ کو نہیں پکارتے تھے بلکہ ان کا آہ و زاری کرنا کسی خاص مدعا اور مقصد کے لیے تھا وہ خدا کی عبادت کرتے تھے لیکن درحقیقت

ان کی عبادت کسی خاص غرض کے لئے ہوتی تھی۔

پس مومن کو چاہیئے کہ یک طرفہ تعلق رکھے اور ہر رنج دکھ تکلیف اور آرام میں غرض بہرحال خدا تعالٰے سے راضی ہو۔ بہت مسلمان جب کہ ان سے کہا جاتا ہے کہ تم نماز روزہ ادا کرو تو کہہ دیتے ہیں کہ خدا تعالٰی نے ہم کو دیا کیا ہے جو اتنی مشقت میں پڑیں حالانکہ وہ احمق نہیں جانتے کہ جس منہ سے وہ یہ جواب دیتے ہیں اور جس دماغ سے سوچتے ہیں وہ بھی خدا ہی کا دیا ہوا ہے جب اس قدر احسان اور انعامات ہم پر ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہم اس کی شکر گذاری میں نہ لگ جائیں مولانا رومی نے خاص ایمان والے انسان کے متعلق ایک عجیب قصہ لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص کے پاس لقمان بطور غلام رہتے تھے انکو ان سے بڑی محبت تھی اور ان سے بڑا تعلق رکھتا تھا اور جو کچھ وہ کھاتا انہیں بھی ساتھ ہی شامل کرتا ایک دفعہ بے فصل خربوزہ ان کے پاس آیا تو اس نے اس کی قاشیں کاٹ کر حضرت لقمان کو دیں تو انہوں نے اسے بڑے شوق سے کھایا پھر ایک اور دی اسے بھی بڑے شوق سے کھایا آخر اس شخص کو بھی یہ خیال آیا کہ بڑے ہی مزے کی یہ چیز ہوگی جسے لقمان بڑے مزے اور شوق سے کھاتا ہے جب اس نے خود ایک قاش لیکر منہ میں ڈالی تو وہ نہایت تلخ تھی اس نے کہا لقمان یہ تو بڑی تلخ اور کڑوی ہے تم نے اس مزے اور شوق سے کھائے ہو تو حضرت لقمان نے جواب میں کہا کہ جس کے ہاتھ سے ہزاروں دفعہ میٹھی چیزیں کھائی ہیں اگر ایک دفعہ کڑوی اور تلخ کھالی تو کونسا ہرج ہوگیا اس شخص کے احسانات حضرت لقمان پر اتنے کیا ہونگے لیکن انہوں نے اس کی ایسی قدر کی کہ اس کی دی ہوئی تلخ شے کو بھی میٹھا سمجھکر کھالیا پھر خدا تعالٰی کے اس قدر احسانات کے ہوتے ہوئے مومن کا کوئی حق نہیں مومن کو کس ایمان کا نمونہ دکھانا چاہیئے۔ اور اگر کبھی اس کے لئے تکلیف برداشت کرنی پڑے تو کس خوشی سے اس کو قبول کرنا چاہیئے پس ہر ایک انسان پر فرض ہے کہ وہ سوچتا رہے کہ مجھ میں لقمان کی روح ہے یا شیطان کی اگر اس کے اندر لقمان کی روح ہے اور خدا تعالٰی کی باتوں کو ماننے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اور کسی وقت اس کے احکام میں اپنے آپ کو سرکش نہیں پاتا بلکہ ہر وقت ہر رنج اور راحت پر صبر کرنے والا ہے تو وہی کامیاب اور مظفر و منصور ہو سکتا ہے ورنہ وہ اپنے ایمان پر بھروسہ نہ کرے اس کا ایمان اسی وقت کام آسکتا ہے جبکہ وہ ہر حالت میں خدا تعالٰی کی مرضی پر راضی ہو۔ اور اگر وہ اپنے ایمان پر بھروسہ کریگا۔ تو وہ ایمان ضرور اسے نامرادی کا منہ دکھائیگا اس وقت تو ایمان لانے کے لئے خدا تعالٰی نے بڑی بڑی آسانیاں کردی ہیں اور جو دقتیں صحابہؓ کے وقت میں تھیں اب وہ نہیں اس وقت تو ایمان لانے کے واسطے بڑی بڑی دقتوں اور مصیبتوں کو برداشت کرنا پڑتا تھا۔ اور ایمان لانے پر تلوار چلتی تھی اس وقت نہ تو تلوار ہے اور نہ جانوں کی قربانی کرنی پڑتی ہے صحابہؓ باوجود ان سب مشکلات اور مصائب کے ابتلا کا نام نہیں لیتے تھے اور ایسے مصائب اور مشکلات کے ہوتے ہوئے بھی انہوں نے کبھی خدا تعالٰی کی شکایت نہیں کی اور ان کو کبھی ایسی لغو باتوں پر ابتلا نہیں آیا جیسا کہ اس وقت بعض لوگ کہدیا کرتے ہیں کہ فلاں بات پر ہمیں ابتلا آگیا چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص قادیان میں آیا کوئی شخص اس کے پاس سے دوڑتا ہوا گذرا تو اسے کہنی لگ گئی اس بات پر اس کو ابتلا آگیا اور کہنے لگا کیا مسیح موعودؑ کے ایسے ہی مرید ہیں پھر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر ایک وقت روٹی نہ ملے یا جلی ہوئی ملجائے یا چارپائی ہی نہ ملے تو جھٹ ان کو ابتلا آجاتا ہے۔ ایسے لوگ ہر زمانہ میں ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی ایسے انسان موجود تھے لیکن بہت ہی کم چنانچہ ایک دفعہ ایک جنگلی نے آنحضرتؐ کی بیعت کی کچھ دنوں بعد اسے بخار ہوگیا تو وہ نبی کریمؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میری بیعت واپس کردیں کیونکہ مجھے تپ آگیا ہے۔ مگر برخلاف انکے ایسے ایسے بھی لوگ تھے جن کے قصے سنکر انسان کی عقل دنگ ہو جاتی ہے۔ ایک شخص کا ذکر احادیث میں آتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی بغیر نام کے اس کا ذکر آیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک کو تشریف لے گئے تو تمام صحابہ نے جانے کے واسطے تیاری کی اور گھوڑے اونٹ وغیرہ تیار کئے۔ لیکن اس شخص نے یہ خیال کیا کہ میں مالدار ہوں جب جانیکا وقت ہوگا تو جھٹ پٹ تمام تیاری کرلی جائیگی اور گھوڑے اونٹ وغیرہ خرید لئے جائینگے اسی تیاری میں وہ دن آگیا کہ آپ تبوک کو رخصت ہوئے۔ تب اسے خیال آیا کہ جلدی کوئی انتظام کرنا چاہیئے کیونکہ آپ رخصت ہوگئے ہیں مگر انتظام کرتے کرتے معلوم ہوا کہ آپ دور نکل گئے ہیں۔ پس جب اس نے دیکھا کہ اب آپ سے ملنا مشکل ہے تو ارادہ کرلیا کہ جب آپ واپس تشریف لائینگے تو ایسی مشکلات بیان کرونگا جن کے سبب سے آپ مجھکو معذور خیال فرمادینگے۔ جب نبی کریم مدینہ میں واپس تشریف لائے تو وہ سب لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے معذرت کے لئے آئے اور ہر ایک نے کوئی نہ کوئی معذوری اپنے متعلق بیان کردی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کیلئے دعا کی لیکن وہ شخص کہتا ہے کہ جس وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گیا تو وہ تمام عذر جو میں نے دل میں گھڑے تھے دل کے دل ہی میں رہے اور کچھ بھی بیان نہ کرسکا آخر مجھے یہی کہنا پڑا یا رسول اللہ مجھے میرے نفس نے دھوکہ دیا تھا تو آپ نے اس کے واسطے دعا نہ کی وہ کہتا ہے کہ جب میں آپکے پاس سے اٹھا تو بعض لوگوں نے کہا کہ تو نے عذر کیوں نہ کیا دیکھا آپ تجھ سے ناراض ہوگئے اس پر کہتا ہے کہ مجھے خیال آیا کہ میں اب بھی جاکر عذر کردوں لیکن میرے دل میں آیا کہ پوچھوں تو سہی کہ میرے سوا کسی اور نے بھی اپنی غلطی کا اقرار کیا ہے۔ جب پوچھا تو دو اور شخص معلوم ہوئے وہ کہتا ہے کہ صرف وہ دو ہی شخص مسلمان تھے باقی کو ہم جانتے تھے کہ منافق ہیں پس میں نے منافقوں میں شامل ہونا نہ چاہا ان تینوں کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی ان سے کلام نہ کرے پھر کچھ دنوں کے بعد بیویوں سے جدا رہنے کا بھی حکم دیدیا وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میرا ایک چچا کا بیٹا تھا ایک دن تنگ ہوکر میں

اس کے پاس گیا اور کہا کہ تم خوب جانتے ہو کہ میرا کوئی قصور نہیں صرف سستی کا یہ نتیجہ ہے اس پر انہوں نے آسمان کی طرف دیکھکر کہا اللہ اور اس کا رسول اچھی طرح جانتے ہیں اور اس کے سوا کوئی جواب نہ دیا اس پر میں وہاں سے چلا آیا راستہ میں ایک عیسائی بادشاہ کا خط مجھ کسی نے دیا جس میں لکھا تھا کہ سنا ہے کہ تیرے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بہت برا سلوک کیا ہے ہمیں سنکر بہت افسوس ہوا ہے تو بہت بڑا آدمی تھا تو ہمارے پاس آجا ہم تیری عزت کرینگے میں نے سمجھا کہ یہ شیطان کا حربہ ہے۔ جو ایلچی خط لیکر آیا تھا اس کے سامنے ہی خط پھاڑ کر آگ میں ڈالدیا اور اس کو کہا میری طرف سے یہی جواب ہے اس شخص اور اس کے ساتھیوں کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ وضاقت علیھم الارض بما رحبت۔ کہ زمین باوجود فراخ ہونیکے ان پر تنگ ہو گئی۔ لیکن باوجود اس ابتلا اور اتنی بڑی مصیبت کے اس شخص کو بھی کس قدر عشق تھا کہ اس کے دل پر ذرہ بھی میل نہیں آئی بلکہ اس کی محبت کا حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیان کرتا ہے کہ انہی ناراضگی کے ایام میں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا السلام علیکم کہکر بیٹھ جاتا اور پھر آپ کے منہ کی طرف دیکھتا کہ کیا آپ سلام کا جواب دیتے ہیں یا نہیں جب آپ کا دہن مبارک ہلتا نہ دیکھتا تو خیال کرتا کہ شاید میں دیکھ نہیں سکا آپنے اپنے منہ میں جواب دیدیا ہوگا اور اپنے دل کی تسلی کے لئے پھر اٹھکر آپ کی مجلس سے چلا جاتا اور پھر واپس آکر سلام کہتا اور اسی طرح بارہا کرتا۔ یہ تو ایک مثال ہے صحابہ میں اس کی بہت نظیریں موجود ہیں اگر وہ لوگ بھی ہماری طرح ہی ذرہ ذرہ سی باتوں کو ابتلا خیال کرتے تو کیسے کامیاب ہوتے۔ غرض ان لوگوں نے اپنے وطن دوست بال بچے عزیز اقارب کو چھوڑا اور خدا کے قریب ہوئے۔ سچی دوستی اور محبت اور کامل ایمان کا پتہ مصیبت کے وقت ہی لگتا ہے۔ مصیبت کے وقت ساتھ دینے والے ہی سچے دوست ہوتے ہیں آرام کے وقت میں تو ہر ایک دوست بن جاتا ہے

پس تمہیں بھی چاہیئے کہ ہر ابتلا کے وقت تم دیکھو کہ آیا ہمارے ایمان تو ڈگمگا نہیں گئے۔ اگر تمہارے ایمانوں کو ذرہ ذرہ سی مصیبتوں اور ابتلاؤں کے وقت میں پھسل جانے کا ڈر ہے تو تم خدا تعالیٰ سے تعلق کو بڑھاؤ اور اپنے ایمانوں کو کامل کرنے کی کوشش کرو۔ کامل ایمان اسی شخص کا ہے جو ابتلا اور مصیبت کے وقت اپنے ایمان میں ذرا جنبش نہیں دیکھتا سچے تعلق اور رشتہ کا پتہ تو اس وقت لگتا ہے جبکہ مصیبت آئے ورنہ آرام اور آسائش میں تو بدمعاش اور شریر بھی خدا تعالیٰ سے بڑی عقیدت اور تعلق ظاہر کرتے ہیں مگر ان کے تعلق اور محبت اور کامل ایمان کا تو اسی وقت پتہ لگتا ہے جبکہ مصیبت اور ابتلا آئے۔ اس آیت میں فرمایا کہ جس کا تعلق خدا تعالیٰ سے ایسا کمزور ہے وہ تو کھلے گھاٹے میں ہے وہ کبھی کامیاب اور مظفر و منصور نہیں ہو سکتا۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اپنے اندر ایسے ایمان پیدا کریں اور ذرہ ذرہ سی باتوں پر ابتلا کا لفظ استعمال نہ کیا کریں اگر روٹی نہ ملی تو کہدیا کہ ابتلا آگیا یا کوئی اور چھوٹی سی تکلیف آگئی تو کہدیا ابتلا آگیا صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں تو تلوار چلتی تھی اور ابتلا کا لفظ بھی زبان پر نہ لاتے تھے تم اپنے حوصلوں کو وسیع کرو ایسے کامل ایمان کے لوگ بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری جماعت میں موجود ہیں جن سے بیویاں چھین گئیں مکانات چھین گئے۔ عزتیں جاتی رہیں بچوں کو سکولوں سے روک دیا گیا اور طرح طرح کی اذیتیں ان کو دی گئیں مگر انہوں نے کبھی ابتلا کا لفظ استعمال نہیں کیا دیکھو شاہزادہ عبد اللطیف صاحب کو کیسی تکالیف دی گئیں مگر انہوں نے کبھی اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ مجھے ابتلا پیش آیا ہے۔ جو شخص شہزادہ عبد اللطیف کے واقعات کو پیش نظر رکھیگا وہ ضرور فائدہ اٹھائیگا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ابتلا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ لیکن جانتے ہو وہ کیا ابتلا تھا آپ کے ابتلاؤں میں سے ایک تو ظاہر ہے یہ تھا کہ انکو حکم دیا گیا تھا کہ اپنے بچہ کو اپنے ہاتھ سے

قتل کر دیں لیکن وہ بلا کسی عذر کے ایسا کرنے پر تیار ہو گئے آخر اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے انعامات کے وارث ہوئے پس ذرا ذرا سی باتوں پر ابتلا کا لفظ بولنا ایمان کی کمزوری کا ثبوت ہے۔ بہت کم ہیں جنہیں ابتلا آئے ہیں ابتلا کوئی چھوٹا سا لفظ نہیں ابتلا تو امتحان کی آزمائش کے لئے ہوتا ہے گورنمنٹ بھی اپنے خاص لوگوں کی لیاقت ظاہر کرنے کے لئے ان کا امتحان لیتی ہے ان ابتلاؤں سے تو جنکو لوگ آجکل ابتلا قرار دیتے ہیں ان امتحانوں کی سختی بھی زیادہ ہوتی ہے پھر سمجھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کا امتحان کیسا ہونا چاہیئے اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو وہ ایمان دے جو بڑے سے بڑے ابتلا میں بھی قائم رہنے والا ہو لیکن ساتھ ہی ہم کو ابتلا سے محفوظ بھی رکھے کہ ہم کمزور انسان ہیں جو لوگ جلسہ کے منتظم ہیں ان کی یہ خواہش ہے کہ میں پھر لوگوں کو جلسہ کے کام کے لئے توجہ دلاؤں اور مہمانوں سے اچھا سلوک کرنے کی ترغیب دوں بعض لوگ اسبات کی چنداں پرواہ نہیں کرتے اور مہمانوں سے جیسا سلوک کرنا چاہیئے وہ نہیں کرتے حضرت مسیح موعود کے وقت میں بعض مہمانوں کو کھانے کی تکلیف ہوئی اور بعض لوگ میزبانوں کی بے توجہی سے بھوکے رہے۔ تو حضرت کو یہ الہام ہوا یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر پس تمہیں مہمانوں کی خاطر و تواضع اس طرح کرنی چاہیئے جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ کوئی تمہاری خاطر کرے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تم کسی کے ہاں مہمان جاؤ اور وہ تمہاری طرف توجہ بھی نہ کریں اور جب تمہارا سالن یا روٹی ختم ہو جائے تو وہ تمہیں کہدیں کہ اب سالن ختم ہو گیا ہے پس ایسا نہ ہو کہ کوئی بات دریافت کریں تو ان کو خشک جواب دیدیا جائے۔ مثلاً اگر کوئی ناواقف شہر میں آجائے اور اس کی جگہ باہر ہو تو اسے کہدیا جائے کہ آپ کی جگہ یہاں نہیں آپ وہاں جائیں اور وہاں جائے تو باہر والے کہدیں کہ فلاں جگہ چلے جائیں وہ بیچارا حیران ہو کر ادھر ادھر چکر لگاتا رہے۔ پس ہر ایک کو چاہیئے خواہ وہ اس کا کام ہو یا نہ ہو اس کو واقف کرا دیں اور اگر خود نہ ساتھ جا سکیں تو کسی دوسرے کو اس کے

ساتھ کردیں جو انکو جگہ بتلا دے اگر کوئی غلطی ان سے ہو جائے تو بھی اپنی طرف ہی اسے منسوب کریں کیونکہ مہمانوں کا کام نہیں کہ وہ تمہارے قواعد کو یاد کریں یہ قواعد صرف کارکنوں کی ہدایت کے لئے ہیں بعض دفعہ دونوں جگہ مختلف کھانے پکنے سے بڑی ابتری پھیلتی ہے جو چیز یہاں پکے وہی وہاں پکے ہر ایک تکلیف برداشت کر کے بھی انتظام کی عمدگی میں کوشش کرو بہت دفعہ کام سے کلام اچھا ہوتا ہے۔ اگر تم اچھے اخلاق اور سلوک سے پیش آؤ گے تو وہ تمہاری محبت اور اخلاق ان اعلےٰ اعلےٰ کھانوں سے بہتر ہے جن کے ساتھ ترش روئی اور بدسلوکی کا برتاؤ ہو۔ پس تم کام بھی اچھا کرو اور کلام بھی اور اپنا ظاہر اور باطن دونوں یکساں رکھو۔ بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ جب ہم دل سے خدا کا نام لیتے ہیں تو منہ اور جسم کے ہلانے کی کیا ضرورت ہے مگر یہ ان کی جہالت ہے روح کو جسم سے تعلق ہوتا ہے پس یہ خیال مت کرو کہ ہمارے دل میں ان مہمانوں کی عزت اور محبت ہے جو کچھ دل میں ہے اس کو ظاہر بھی کرو اور صحابہؓ کی طرح مہمانوں کی خاطر تواضع کرو۔ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مہمان آگئے تو ایک صحابیؓ نے کہا یا رسولؐ ایک مہمان مجھے دیدیں میں اسے روٹی کھلاؤنگا دوسرے نے کہا یا رسول اللہ دو مجھے دیدیں جس کے دو مہمان تھے اُس کے گھر صرف دو ہی آدمیوں کا کھانا تھا اس نے بیوی سے کہا کہ بچوں کو سلا دو اور کہہ دو کھانا کھانے کے وقت تم کو جگا دینگے۔ بچے سو گئے بیوی سے کہا کہ میں تمہیں کہونگا کہ ذرا چراغ کی بتی کو اونچا کر دو تو تم اس طرز سے اونچا کرنا کہ وہ بجھ جائے۔ خیر اس نے ایسا ہی کیا۔ چراغ بجھنے کے بعد انہوں نے مہمانوں کو کہا کہ آپ اندھیرے ہی میں کھالیں دیا تو اب بجھ گیا ہے مہمانوں نے کھانا شروع کیا تو یہ بھی اس طرز سے منہ ہلاتے رہے کہ گویا خود بھی کھا رہے ہیں جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ مسکرائے اور ساتھ ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے اس فعل پر ہنسا اور خوش ہوا اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریمؐ کو بتلا دیا کہ میں اس شخص پر خوش ہوں پس تم کو بھی چاہیئے کہ تم مہمانوں کی خاطر میں لگ جاؤ اور کسی قسم کی غفلت نہ کرو۔ کیونکہ مہمان نوازی خدا تعالیٰ کی خوشی کا باعث ہوتی ہے بے شک مہمانداری ایک دوسری چیز ہے اور اصل غرض تو دین کی اشاعت اور اتحاد جماعت ہے جس کے لئے جلسہ ہوتا ہے لیکن اگر مہمانوں کو تکلیف ہو تو وہ بے فکر ہو کر اس کام میں کیونکر شریک ہو سکتے ہیں جس کے لئے وہ یہاں آتے ہیں پس گو وہ اس لئے یہاں نہیں آتے کہ ان کی خاطر کی جائے لیکن آپ لوگوں کی خدمت اصل غرض کے پورا کرنے میں بہت کچھ مدد دے سکتی ہے۔ ⁂

ایک اثنا عشری کے سوالات کا جواب حضرت فضل عمر سے

ایک اثنا عشری نے خلفاء راشدین میں اور صحابہ کرامؓ کے باہمی تعلقات اور پھر اسی کے مقابل حضرت مسیح موعود کے خلفاء اور اصحاب کے بارے میں سوالات کئے تھے جن کے جواب حضرت فضل عمر نے مفصل دیئے ہیں۔ اور ان میں نبوت بعدی کی تعریف خلافت سے کیا مراد ہے۔ اس کے انکار کا کیا نتیجہ ہے غیر مبائعین کو ہم کیا سمجھتے ہیں تمام متنازعہ فیہا مسائل پر مکمل بحث ہے جو احباب تشحیذ کے خریدار نہیں وہ دسمبر کا تشحیذ ۳/ کے ٹکٹ بھیجکر منگوالیں اور رعایتی فہرست کتب سے بھی فائدہ اٹھائیں۔ **المشتہر الکمل قادیان** ⁂

سیرۃ مسیح موعود نمبر ۲

الحمدللہ کہ تیار ہو گیا

سیرۃ کی پہلی جلد جن حالات میں شائع ہوئی ان کے دہرانے کی ضرورت نہیں اس کا دوسرا نمبر اب تک شائع ہو گیا ہوتا اگر مقررہ کاتب کی غفلت اور خود سرانہ طبیعت کا شکار نہ ہو جاتی آخر دو تین اور کاتبوں کو معمول سے بہت زیادہ اجرت دیکر اس نمبر کو ختم کیا۔ اور چند روز میں اس کے قدردانوں کے پاس **بذریعہ وی پی حسب معمول بھیجدیا جائیگا۔** اس نمبر میں بھی حضرت مسیح موعود کی ابتدائی چہل سالہ زندگی کے حالات اور کام کی تشریح ہے۔ اور ایک اور نمبر میں انشاء اللہ العزیز چہل سالہ زندگی کے حالات ختم ہو جائینگے۔

احمدیہ پبلک کی قدردانی پر کیسی کتاب کے شائع کرنے سے میں ڈرتا ہوں یہی وجہ ہے کہ قیمتی اور ضروری لٹریچر بہت ہی کم پھیلا ہے۔ تاہم چونکہ مجھے اس کتاب کی تکمیل اور اشاعت کا خیال ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو حضرت اولوالعزم کے زیر سایہ میرے ہاتھ سے یہ ہو جائے میں دوسرے نمبر کی اشاعت کا اعلان کرتا ہوں قیمت وہی ۱۲/ اور عہ ہے معمولی کاغذ پر اور اعلیٰ کاغذ پر معمولی جلد کے ساتھ جو لوگ مفت تقسیم کرنے کے خیال سے خریدیں گے یا مختلف انجمنیں اکٹھی جلدیں خریدیں گی تو انہیں عـــ۵ فیصدی کمیشن دیا جاویگا بشرطیکہ ایسی درخواست بیس جلدوں سے کم نہ ہو۔ میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ جس دن اس کے مستقل خریدار ۵۰۰ ہو جائینگے اسی دن اس کی قیمت میں علے التواتر ۲/ کی رعایت کر دیجائیگی اور ایک ہزار ہو جانے پر حجم میں مزید اضافہ یا قیمت میں کمی کا بھی فیصلہ ہو جائے گا۔ اب یہ احمدی قوم کی قدردانی اور اپنے **آقا و محسن** کے حالات زندگی سے دلچسپی کا مذاق بتائیگا کہ وہ کس قدر توجہ کرتے ہیں جسٹر بیداری کی درخواستیں خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم **سیرۃ مسیح موعود قادیان** کے نام آنی چاہییں ⁂